مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درسِ حدیث

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

رسول اللہ ﷺ کی خاندانی عظمت کے سب قائل تھے

کمزوروں کی حلقہ نشینی انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سچائی کی علامت

سردارانِ قریش کی ہدایت میں رُکاوٹ کی ایک سیاسی وجہ

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا احساسِ زیاں

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۱ سائیڈ اے ۸۴/۱۲-۷

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت آقائے نامدار ﷺ نے کچھ حضرات کی تعریف فرمائی کہ میں نے اِن کو جنت میں دیکھا ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی فرمایا کہ میں نے ان کی آواز محسوس کی جیسے کپڑوں کے ہلنے سے آواز پیدا ہوتی ہے یا پاؤں کے چلنے کی آواز ہوتی ہے وہ میں نے محسوس کی اپنے آگے تو وہ بلالؓ تھے۔ اب حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو ایک غلام تھے جن کا آقا اُن کے اسلام لانے پر اُن کی سرزنش کیا کرتا تھا اُن کو ستاتا تھا تکلیفیں دیتا تھا اُن کے بارے میں اتنی بڑی فضیلت جناب رسول اللہ ﷺ نے بتلائی اور اس میں یہ بھی سبق ہے کہ اسلام نے مساوات بتائی ہے کہ سب برابر ہیں سب بنو آدم ہیں کلکم بنو آدم و آدم من تراب سب کے سب بنی آدم ہیں، آدم علیہ السلام مٹی سے بنے ہوئے تھے تو یہ فرق کرنا کہ فلاں سفید ہے فلاں کالا ہے اور فلاں غریب ہے فلاں مال دار ہے فلاں نسب کا بلند ہے دوسرا نسب کا گھٹیا ہے خاندانی طور پر معاملات میں اسلام نے یہ فرق نہیں بتلایا۔ صرف چند چیزوں میں اِس کی رعایت کرنی پڑتی ہے مصالح کی وجہ سے مثلاً رشتہ داریاں ہیں اُن میں اس کی رعایت بتائی گئی ہے کیونکہ اس میں اگر رہن سہن ایک سا نہ ہو تو خانگی تعلقات پر اثر پڑتا ہے۔ رہن سہن ایک جیسا ہو تو پھر تعلقات ٹھیک رہتے ہیں اور خاندانوں کا رہن سہن دوسرے خاندانوں سے

مختلف، علاقے والوں کا رہن سہن دوسرے علاقے والوں سے مختلف، یہ ہوتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یہ وہی ہیں جو فاتح قادسیہ ہیں۔ رسول اللہ علیہ السلام کے یہ رشتے میں ماموں لگتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم چھ آدمی تھے گویا جس وقت کی یہ بات بتارہے ہیں اُس وقت تک (صرف) چھ آدمی مسلمان ہوئے تھے تو یہ مشرکین آئے جناب رسول اللہ علیہ السلام کے پاس۔ اب رسول اللہ علیہ السلام کا اپنا خاندان تو بہت بڑا تھا۔ اُس خاندان کی عظمت تو سب مانتے تھے کوئی انکار نہیں کرتا تھا اس کے بارے میں کسی کو کلام نہیں تھا۔

سردارانِ قریش کا مطالبہ :

لیکن دوسرے لوگ جو جمع ہو گئے آپ کے گرد جنہوں نے آپ کی دعوت قبول کی اسلام قبول کیا وہ اُن (مشرکین کے سرداروں) کو گوارا نہیں ہوتے تھے۔ مثلاً ایک بات یہ بھی پیش آئی شروع شروع میں کہ وہاں پر (آپ کی خدمت میں) مشرکین آ گئے اور اُنہوں نے کہا **اُطرد ھؤلاء لا یجترؤن علینا** اِن لوگوں کو اپنے پاس سے ہٹادو ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے اُوپر پھر جری ہو جائیں۔ تو یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ چھوٹے درجے کے ہوتے ہیں ان میں ہمت وجرأت کم ہوتی ہے اُن کی ضروریات مجبور کرتی ہیں کہ وہ ملازم بھی رہیں اور اس حال میں بھی رہیں جس حال میں وہ ہیں تو اُنہوں نے (یعنی سرداروں نے) کہا کہ ہم اگر ان کے ساتھ ملے، بیٹھے، تو پھر یہ ہوگا کہ یہ اپنے آپ کو ہمارے برابر کا سمجھنے لگیں گے یہ نہ ہونا چاہیے اس لیے انھیں ذرا ہٹایئے اپنے آس پاس سے، گویا آپ اگر ایسا کریں گے تو ہم اسلام قبول کرلیں گے ایک طرح سے اُنہوں نے یہ بات رکھی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اُن چھ مسلمانوں میں) ایک میں تھا ایک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تھے ایک شخص تھے (قبیلہ) ھذیل کے اور ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں دو اور آدمی تھے جن کا نام میں نہیں لے رہا۔

مطالبہ پر غور :

تو جناب رسول اللہ علیہ السلام کے قلب مبارک میں یہ بات آئی کہ اگر میں ایسا کرلوں تو ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ ہدایت قبول کرلیں رسول اللہ علیہ السلام کی بات سے ایک ہلچل تو پورے علاقہ میں مچی ہوئی تھی اِن لوگوں نے جب یہ بات کہی تو ذہن مبارک میں کچھ ایسی بات آئی کہ اگر ایسے کرلیا جائے اور اِن کی بات میں مان لوں اور یہ مسلمان ہو جائیں تو اسلام بہت جلدی سے تقویت پکڑ جائے گا پھیل جائے گا تو تھے یہی حضرات۔ جن کو حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ دو آدمی اور تھے اُن میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت خباب ابن ارت رضی اللہ عنہ، یہ حضرات ضعفاء تھے کمزور تھے انھیں ستایا جاسکتا تھا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ابوجہل نے شہید ہی کر دیا نیزہ مار کر بہت ذلیل کر کے۔ حضرت

خباب رضی اللہ عنہ کو انگاروں پر لٹا دیا حتی کہ اُن کی کمر کی کھال جل گئی اور چربی نکل آئی تو ان حضرات کو وہ مشرکین کہتے ہیں کہ انہیں ذرا پیچھے کر دیں ذرا ثانوی درجہ دیدیں انھیں، تو پھر یہ ہوگا کہ ہم اسلام میں داخل ہو جائیں گے تو رسول اللہ ﷺ اس پر ذرا غور فرمانے لگے **فحدث نفسہ** اپنے دل میں سوچتے رہے۔

اللہ کی طرف سے مطالبہ مسترد کر دیا گیا :

فانزل اللہ تعالٰی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری **ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدات والعشی یریدون وجھہ** ایسے لوگوں کو اپنے پاس سے مت جھڑکو مت ہٹاؤ کہ جو اللہ تعالیٰ کو صبح اور شام یاد کرتے ہیں ایمان کے سچے ہیں اللہ کی نظر میں وہی اچھے ہیں وہی عزیز ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جو غور شروع کیا تھا اُسے ترک کر دیا پھر اُس پر آپ نے غور نہیں فرمایا نہ اُس طرح عمل کیا آپ نے۔

آپ کے گرد ضعفاء ہوا کرتے تھے :

تو آقائے نامدار ﷺ کے گرد جو لوگ تھے وہ ضعفاء تھے۔ یہ ہرقل جو بادشاہ تھا (رُوم کا) اس کے پاس جب آپ نے ۶ ھ میں (اسلام میں داخل ہونے کے لیے) والا نامہ بھیجا ہے چھ سال یہ ہوئے اور تیرہ سال وہ ہوئے گویا نبوت کے ۱۹ سال بعد آپ نے والا نامہ بھیجا ہے اور ہرقل کے پاس جب وہ پہنچا ہے تو اس نے ابوسفیان کو جو وہاں (شام) گئے ہوئے تھے تجارتی قافلہ لے کر بلوایا اور اُن سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ **اشراف الناس اتبعوہ ام ضعفاء ھم** بڑے بڑے لوگ اُن کے پیروکار ہیں یا کمزور ضعفاء پیروکار ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ **بل ضعفاء ھم** جو کمزور لوگ ہیں وہ پیروکار ہیں۔

ایک سیاسی وجہ جو ہدایت میں رُکاوٹ بن گئی :

اگر غور کیا جائے تو مکہ مکرمہ میں اسلام جو نہیں پھیل سکا تو اُس کی ایک وجہ واضح جو ہے سیاسی بھی تھی کہ وہ اتنے بڑے بڑے لوگ تھے کہ پورے عرب میں اُن کا احترام کیا جاتا تھا اُن کی بات چلتی تھی وہ گویا عرب کا دارالخلافہ جیسا تھا اگرچہ وہاں کوئی ایک بادشاہ تو نہیں تھا لیکن جو وہ طے کر لیتے تھے وہ سب مانتے تھے۔ قریش کی بات چلتی تھی اور قریش میں چیدہ چیدہ لوگ تھے وہ جو طے کر لیں وہ سب کے لیے ہو جاتا تھا تو مقام کی بزرگی عظمت، خاندان کی بڑائی دونوں چیزیں اُنھیں حاصل تھیں اور کئی سردار تھے وہ یہ نہیں گوارا کر سکتے تھے کہ چھوٹے لوگ ہمارے برابر آ کر بیٹھ جائیں۔

پیغامِ مساوات :

اور اسلام نے ہی پیغام دیا ہے مساوات کا، نماز میں جب کھڑے ہوتے ہیں اگر بادشاہ کھڑا ہے تو اُس کے

برابر اُس کا چوکیدار کھڑا ہو سکتا ہے چپڑاسی کھڑا ہو سکتا ہے اور عرب میں تو بھنگی ہوتے نہیں لیکن جو بھنگیوں کا کام کرتے ہیں مُسلمان وہ بھی کھڑے ہو سکتے ہیں بادشاہ کے ساتھ، تو مساوات کا ایک عملی نمونہ تو نماز ہے جو روزانہ ہوتی ہے اُس سے انسان کا ذہن نیچے آجاتا ہے چٹائی پر پڑھتے ہیں کوئی کپڑا اپنے آپ لے جاتے ہیں اُس پر پڑھتے ہیں کہیں قالین ہے کہیں کچھ ہے اکثر جگہ چٹائی ہی ہے تو آخر آدمی پر اثر تو پڑتا ہے ان تمام چیزوں کا، پھر میل جول ہوتا ہے حالت دیکھنے میں آتی ہے ہمدردی پیدا ہوتی ہے غریبوں کی خدمت اور کام کرنے کا موقعہ ملتا ہے تو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے رُکاوٹ کی بہت بڑی وجہ یہ بھی بن گئی کہ آپ کے ماننے والے پیروکار وہ ضعفاء تھے۔

سچے نبی کی نشانی :

ہرقل نے (ابوسفیان کا) یہ (جواب) سن کر کہا کہ انبیاءِ کرام کے ماننے والے ہمیشہ ہی ضعفاء ہوا کرتے ہیں اور یہ اُن کے سچے نبی ہونے کی نشانی ہے اور صحیح بات بھی یہی ہے ضعفاء بات مان بھی لیتے ہیں۔

تجربہ اور مشاہدہ کی بات :

ایک اور بات جو تجربہ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی اگر کامیاب ہو جائے تو وہ پھر دوسرے کی بات سُنتا نہیں۔ کوئی تجارت میں کامیاب ہے، بہت بڑا تاجر بن گیا ہے فیکٹریاں بنالی ہیں وہ نہیں سُنے گا کسی کی بات، وہ سمجھتا ہے کہ میں سب سے بڑا عقل مند ہوں میں جو سمجھ رہا ہوں جو میں کہہ رہا ہوں وہی ہے صحیح چیز دوسری نہیں ہو سکتی، کوئی بہت بڑا افسر بن گیا ہے ترقی کر کے وہ بھی یہی کہتا ہے۔ کسی بھی فن میں کوئی بڑا آدمی ہو گیا ہے کسی بھی قسم کا کوئی فن ہو اُس میں جو اُوپر چلا گیا بہت، وہ پھر سمجھتا ہے میں جو سمجھ رہا ہوں وہی ہے اور دوسرا کوئی اُس کو نہیں پہنچ سکتا تو وہ نہیں سنتے بات، اور جو سردار ہو گئے وہ تو ویسے ہی بدمست ہو جاتے ہیں۔ اُن کو تو سرداری کا عجیب قسم کا نشہ ہو جاتا ہے وہ حکومت جیسا نشہ ہے یہ تو پھر سُنتا ہی نہیں یہ تو صرف اپنی تعریف سُننی چاہتا ہے دوسری بات گوارا نہیں ہوتی اس کو، تو یہ لوگ مانا بھی نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں یہ نہ کرنا یہ جو مان رہے ہیں بات اور آرہے ہیں ان کو ہٹا دو اپنے پاس سے، یہ نہ کرنا اس کی ضرورت نہیں، تو بعض سردار جو اسلام میں داخل ہوئے ہیں تو بڑے عرصہ بعد انھوں نے مانا ہے اور اسلام کو اس وقت قبول کیا کہ جب اسلام بہت اُوپر جا چکا تھا اور یہ سردار بہت نیچے رہ گئے تھے تب اُنھوں نے (مکہ مکرمہ والوں نے) اسلام کو قبول کیا ہے ورنہ قبول کرنے پر ہی نہیں آرہے تھے تیرہ سال کی محنت میں سرداروں میں سے جو خاص خاص سردار تھے ابولہب تھا ابوجہل تھا اُمیہ تھا اور دوسرے تھے یہ سارے کے سارے اسی طرح (کافر) رہے ہیں۔ بڑے عرصہ اسلام ہی قبول نہیں کیا ہاں فتح مکہ کے بعد یا مارے گئے ہیں یا بچ گئے ہیں تو انہوں نے بھی فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اسلام :

اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان دیتے ہیں صاف صاف سیدھا سیدھا وہ کہتے ہیں حتی اُدخل علیّ الاسلام وانا کارہٌ اللہ نے اسلام میرے اُوپر داخل کر ہی دیا اور میں ناپسند کرتا تھا طبیعت نہیں مان رہی تھی بس حالات ایسے ہوگئے کہ اُس کے سوا چارہ کار کوئی نہیں رہا تھا کہ میں اسلام قبول کرلوں تو اس طرح آخر میں آکر یہ مسلمان ہوئے تو حق تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہی حکم فرمایا کہ یہ جو غربا ہیں اِن کو ساتھ رکھو اور ان کا ایمان سچا ایمان ہے اور اللہ کے ہاں قیمت اِن کی زیادہ ہے درجہ اللہ کے ہاں اِن کا زیادہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا درجہ :

تو آپ نے سُنا ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہتے تھے "سیدنا" یہ ہمارے آقا ہیں بہت بڑا جملہ وہ استعمال کرتے تھے۔ مذاق نہیں اُڑاتے تھے سچ مچ کہتے تھے کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ اسلام لانے میں مقدم تھے تکلیفیں اُٹھائیں انھوں نے، اسلام سے وہ نہیں ہٹے، مضبوط رہے تو لوگوں کے ذہنوں میں اِن کی یہ عظمت تھی۔

ایک اور واقعہ :

ابوسفیان رضی اللہ عنہ آئے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ملنے کے لیے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا کہ ٹھہرو ابھی بلاؤں گا، کسی کام میں مصروف تھے یا ملاقاتوں میں مصروف تھے، نمبروار بلا رہے تھے جو بھی صورت تھی بہرحال انھیں بٹھادیا یہ بیٹھے رہے اِن کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ آگئے انھوں نے اندر کہلایا اطلاع دلائی تو انھیں فوراً بلالیا تو بڑا فرق ہے دونوں حضرات میں۔

احساسِ زیاں :

اِنھیں بڑا احساس ہوا اِس کا لیکن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ غلطی ہماری ہے ہم اگر اسلام پہلے لاتے تو ہم اُس درجہ میں ہوتے ہم اسلام بعد میں لائیں ہیں لہٰذا ہمیں یہ درجہ ملا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو جو اُس کی اطاعت کریں جو اس کے سامنے جھکیں جو اُس کے نبی کی بات مانیں اُن کا ہی درجہ سب سے بڑا بتلایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم میں جو تقویٰ والا زیادہ ہے وہ اللہ کے ہاں زیادہ مکرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء.........

☆☆☆